باب نمبر3

ریاست

The State

ریاست کا تعارف

ریاست کا تصور چند ہزار سال پہلے منظر عام پر آیا۔قدیم یونانی ریاستیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت سے تین چار سو سال پہلے وجود میں آئیں۔اُس سے پہلے لوگ قبائلی انداز میں رہ رہے تھے۔قدیم یونانی ریاستیں الگ الگ آبادیاں تھیں۔158 ایسی ریاستیں یونان کے اندر قائم تھیں جنھیں شہری ریاستیں پکارا گیا۔یونانیوں کے بعد رومیوں نے ریاستوں کو وسیع تر شکل دی۔جنگوں اور فتوحات کی بدولت چھوٹی چھوٹی ریاستیں بڑی ریاستوں کا حصہ بن گئیں۔پانچویں صدی عیسوی میں خودمختار، مقتدر اور آزاد ریاستیں بنیں۔ان کو ریاستوں (States) کا نام دیا گیا۔

ریاست کی تعریف (Definition of State)

1- ارسطو (Aristotle)

''خاندانوں اور دیہاتوں کا ایسا اجتماع جس میں افراد خودکفیل اور خوشیوں بھری زندگی گزاریں، ریاست کہلاتا ہے''۔

2- برجیس (Burgess)

''ریاست افراد کا ایک گروہ ہے جسے منظم یونٹ کہا جاسکتا ہے''۔

3- بلنٹشلی (Bluntschli)

''ایک مخصوص علاقے میں عوام کا سیاسی طور پر منظم ہونا ریاست کہلاتا ہے''۔

4- لاسکی (Laski)

''دوسرے اداروں پر حاوی ادارہ ریاست کہلاتا ہے جس میں عوام حکومت اور رعایا میں منقسم ہوں اور اُن کے پاس مخصوص علاقہ ہو''۔

5- وڈرو ولسن (Woodrowilson)

''افراد کا کسی مخصوص علاقے میں قانون کی خاطر منظم ہونا ریاست کہلاتا ہے''۔

6- گارنر (Garner)

''ریاست افراد کی ایک ایسی تنظیم کا نام ہے جو ایک مخصوص علاقے پر قابض ہو، بیرونی کنٹرول سے آزاد ہو اور وہاں ایک منظم حکومت قائم ہو ایسی حکومت جس کی اطاعت عوام کی اکثریت عادتاً کرتی ہو''۔

ارسطو کی مندرجہ بالا تعریف قدیم یونانی ریاستوں کے حوالے سے پیش کی گئی۔آج کی ریاستوں کے لیے یہ تعریف جامع نہیں مانی جاتی۔سب سے مکمل اور جامع تعریف پروفیسر گارنر نے پیش کی ہے کیونکہ یہ ریاست کے تمام عناصر کا پوری طرح احاطہ کرتی ہے۔

ریاست کے ضروری عناصر

1- آبادی

ریاست کا سب سے اہم عنصر آبادی ہے۔ ریاست انسانوں کے لیے بنائی جاتی ہے۔ آبادی کے بغیر ریاست کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ریاست میں شہری ہوتے ہیں جنہیں ریاست کی جانب سے حقوق دیے جاتے ہیں۔ آبادی کے حوالے سے یہ بحث ضروری ہے کہ ایک ریاست کی آبادی کتنی ہو؟ کئی ایسی ریاستیں ہیں جہاں کروڑوں افراد بستے ہیں اور ایسی بھی ہیں جن کی آبادی چند ہزار افراد سے زیادہ نہیں ہے۔ چین اور بھارت کی آبادی ایک ارب سے کہیں بڑھ گئی ہے۔ ویٹیکن سٹی کی آبادی ڈیڑھ ہزار سے کم ہے۔ ماہرین نے آبادی کے بارے میں ایک فارمولا تسلیم کیا کہ ریاست کی آبادی اُس کے وسائل سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ قدیم یونانی ریاستوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے افلاطون نے ایک مثالی ریاست کی آبادی 5040 مقرر کی۔ روسو نے مثالی آبادی 10,000 ٹھہرائی ہے۔ آج کی جدید ریاستیں افلاطون اور ارسطو کی شہری ریاست کے تصور سے بہت بڑی ہوگئی ہیں۔ اب تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ آبادی نہ زیادہ ہو نہ کم بلکہ ملکی وسائل سے مطابقت رکھتی ہو۔

2- علاقہ

علاقہ کے بغیر ریاست مکمل نہیں ہوتی۔ ریاست ایک ادارہ ہے جس کے لیے سرزمین لازم ہے۔ آج فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ ہے تو اسرائیل ایک ریاست ہے۔ 1948ء سے پہلے یہودی ایک منظم اور امیر قوم تھی۔ ان کی مضبوط تنظیم تھی اور وہ کئی ممالک کی معیشت پر چھائے ہوئے تھے۔ لیکن وہ ایک ریاست کی شکل میں تب ڈھلے جب انہیں اتحادیوں نے فلسطینیوں کی سرزمین پر قابض ہونے کا موقع فراہم کیا۔

علاقہ کے حوالے سے بھی آبادی کی طرح یہ سوال ابھرتا ہے کہ ایک ریاست کا علاقہ کتنا ہو؟ آج دنیا کی چند ریاستوں کا رقبہ 320 مربع کلومیٹر سے کم ہے۔ مناکو ایک مکمل ریاست ہے اور رقبہ صرف 13 مربع کلومیٹر ہے۔ ایک فلسفی ٹریشکے لکھتا ہے کہ ''ریاست کا علاقائی اعتبار سے چھوٹا ہونا گناہ ہے کیونکہ ریاست طاقت کا نام ہے''۔ دنیا میں بڑے بڑے علاقوں کی روس، برازیل، امریکہ اور چین جیسی ریاستیں بھی ہیں۔

3- حکومت

حکومت وہ ادارہ ہے جس کے ذریعے ریاست میں پورا نظم ونسق چلایا جاتا ہے۔ عوام کو منظم اور محفوظ زندگی گزارنے میں مدد دینے کے لیے اصول وضوابط ضروری ہوتے ہیں۔ ان کو تشکیل دینے، ان پر عمل درآمد کرانے اور ان کے مطابق عوام کو انصاف فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے۔ حکومت کے تین شعبے ہیں جو اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔

☆ مقننہ: ریاست کے لیے قانون بناتی ہے۔

☆ انتظامیہ: ریاست میں قانون پر عمل درآمد کراتی ہے۔

☆ عدلیہ: قانون کے مطابق انصاف مہیا کرتی ہے۔

4- اقتدارِ اعلیٰ

اقتدارِ اعلیٰ ریاست کا وہ اعلیٰ وارفع اختیار ہے جس کی وجہ سے وہ بیرونی دباؤ سے آزاد ہوتی ہے اور اندرونی طور پر تمام افراد اور اداروں پر حاوی ہوتی ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ لازمی عنصر ہے جس کے بغیر مکمل ریاست کا تصور پورا نہیں ہوتا۔

اقتدارِ اعلیٰ کے دو پہلو ہیں۔

☆ داخلی اقتدارِ اعلیٰ:

ریاست کے اندر وہ اعلیٰ وارفع اختیار جو علاقے میں رہنے والے تمام شہریوں اور اُن کے اداروں پر حاوی ہو۔

☆ خارجی اقتدارِ اعلیٰ:

ریاست کا بیرونی دباؤ سے آزاد ہونا خارجی اقتدارِ اعلیٰ کہلاتا ہے۔ جب کسی علاقے کے باشندے کسی دوسرے علاقے کے باشندوں کے حکم کے تابع ہوں تو وہ علاقہ ریاست نہیں کہلاتا۔ جموں وکشمیر کے باشندے آبادی، علاقہ اور حکومت کے حامل ہیں لیکن اُسے بیرونی کنٹرول سے آزادی یعنی خارجی اقتدارِ اعلیٰ حاصل نہیں ہے۔ خارجی اور داخلی اقتدارِ اعلیٰ کا موجود ہونا آزاد اور خود مختار ریاست کے لیے لازمی شرط ہے۔

ریاست کی ابتداء کا تاریخی/ارتقائی یا درست نظریہ

ریاست کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفکرین نے یکے بعد دیگرے کئی نظریات ترتیب دیے۔ بعض نے کہا ریاست قوت کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ کچھ اسے تخلیق ربانی کہتے رہے۔ بعض اس کو خاندان کی بڑھتی ہوئی شکل ثابت کرنا چاہتے تھے اور متعدد مفکرین نے ریاست کو ایک معاہدے کا نتیجہ ٹھہرایا ان نظریات میں جزوی طور پر سچائی ہوگی لیکن کسی ایک کو وجہ تخلیق ریاست قرار دینا مناسب نہیں۔

یہ نظریہ بیسویں صدی میں بہت مقبول ہوا۔ اسے تاریخی یا ارتقائی نظریہ کہتے ہیں۔ اس نظریے نے پہلے سے جنم لینے والے مختلف نظریات کا زور توڑ دیا۔ آج کل اسی نظریہ کو درست سمجھا جارہا ہے۔ ڈاکٹر گارنر کے الفاظ ہیں "ریاست کو اللہ نے تخلیق نہیں کیا اور نہ یہ قوت کا نتیجہ ہے۔ یہ معاہدے کی وجہ سے بھی نہیں بنی اور نہ ہی محض خاندان پھیلنے کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر لیکاک کا کہنا ہے کہ "ریاست ایک مخصوص زمانہ کی پیداوار نہیں اور نہ ہی کسی منصوبہ بندی کا پھل ہے بلکہ مسلسل عمل اور مسلسل ارتقاء نے اسے موجودہ شکل دی ہے۔ یہ تاریخ کے لیے عمل کے جاری رہنے کے بعد بنی"۔ ریاست کو تخلیق کرنے میں مدتوں کا عمل کارفرما رہا ہے۔ کئی عوامل کے اثرات نے اسے پروان چڑھایا۔ خونی رشتوں نے اس کی ابتدا میں مدد دی۔ طاقت نے اپنا رنگ دکھایا۔ مذہب کی بدولت بھی یہ منزل قریب تر آئی۔ لوگ بتدریج سوچتے سوچتے شعور پاتے گئے۔ بہتر سے بہتر کا حصول انسان کا مطمع نظر رہا ہے۔ انسانوں کی سوچ نے انہیں متحد ہونے کا راستہ دکھایا۔ ان متعدد عوامل کا نتیجہ ریاست بنا۔

ریاست ایک درخت کی مانند ہے جس کی پرورش میں زمین بیج، پانی، ہوا، روشنی، کھاد، انسانی محنت اور کئی اور عوامل شامل ہوتے ہیں۔ درخت ایک دن یا ایک چھوٹے سے عرصے میں نہیں اُگتا۔ درخت بننے تک پودے کو بہت سی منازل طے کرنا پڑتی ہیں۔ یہی حال ریاست کا رہا۔ کافی عوامل اپنے اپنے طور پر کارفرما رہے اور ریاست نمودار ہوئی۔

نظریہ تخلیق ربانی

(Divine Origin Of The State)

تعارف

یہ سب سے پہلے پیش ہونے والا نظریہ ہے۔ اس کے حامیوں کا خیال ہے کہ ریاست کا خالق خود اللہ تعالیٰ ہے۔ خود ریاست کو اُس نے تخلیق کیا اور حکومت بھی اُس کی طرف سے حکمرانوں کو عطا ہوئی ہے۔ اس نظریہ کے حامی حکمران کو دنیاوی اور دینی دونوں شعبوں میں عوام کا راہبر اور مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ نظریہ تخلیق ربانی کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔

☆ ریاست رب تعالیٰ کی تخلیق ہے۔

☆ حاکم اعلیٰ کو بھی رب تعالیٰ ہی مقرر کرتا ہے۔

☆ حاکم اعلیٰ صرف رب تعالیٰ کو جواب دہ ہوتا ہے۔

☆ حاکم اعلیٰ ریاست میں رب تعالیٰ کا نائب ہے۔

☆ حاکم اعلیٰ کی حکم عدولی اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہے۔

☆ حاکم اعلیٰ مطلق العنان ہوتا ہے اور اُس کے اختیارات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

نظریہ قوت

(Force Theory)

تعارف

اس نظریہ کے حامیوں کا خیال ہے کہ ریاست قوت اور جبر کے نتیجہ میں وجود میں آئی عوام کے گروہ ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور جس گروہ کو باقی گروہوں پر فتح حاصل ہوئی اس کا سردار حکمران بن گیا اور مخصوص علاقے پر قابض ہو کر اپنے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کروالیا۔ سرداروں کے درمیان جنگیں ایک بادشاہ کی حکومت کے قیام کا باعث بنیں۔ اسی لیے کہا گیا کہ: ''بادشاہ کو جنگوں نے پیدا کیا'' انگلستان، روس، سپین، ناروے اور ڈنمارک میں مختلف قبائل کے درمیان رزم آرائی کے نتیجے میں مضبوط حکمران وجود میں آئے اور انہوں نے ریاستوں کی بنیادیں رکھیں۔ یورپ ہی کی طرح ایشیا کے مختلف علاقوں میں گروہوں کے مابین جنگ وجدل نے ریاستوں کو جنم دیا۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے علاقوں میں ریاستیں قبائلی جنگوں کے نتیجہ میں ابھریں۔

☆ ابن خلدون، مشہور عرب مفکر اس نظریہ کا قائل تھا۔ ہیوم، گریگوری اعظم اور اوپن ہائیم نے بھی اس نظریہ کو پسند کیا۔ جبر وقوت نے یقیناً عوام کو مجتمع کرنے اور ایک ریاست کی شکل میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن یہ ایک سبب تھا، دوسرے کئی اسباب نے بھی ریاست کی تخلیق میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔

☆ یہ نظریہ مختلف طبقوں نے اپنے اپنے مفادات کے تحت ابھارا۔

☆ چرچ نے اس کے ذریعے ثابت کیا کہ ریاست ظلم وجبر کی پیداوار ہے۔

ریاست کے اختیارات کو کم کرنے کے حامی انفرادیت پسند مفکرین نے اسی نظریہ کو پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ریاست ایک برائی ہے۔

قومی تشخص کو ابھارنے اور ریاست میں حاکم کو مضبوط بنانے کے حامی مفکرین مثلاً جرمن مفکر نطشے جیسے لوگ ریاست کی عظمت کی خاطر اس نظریہ کو صحیح ثابت کرتے رہے۔

نظریہ پدرسری
(Patriarchal Theory)

تعارف

نظریہ پدرسری سرہنری مین (Sir Henry Maine) نے پیش کرتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ریاست خاندان کی وسیع تر شکل ہے۔ خاندان سب سے پہلا اور فطری ادارہ ہے جو انسانوں کو بنا بنایا ملتا ہے۔ خاندان پھیلا تو برادری بنی، برادری پھیلی تو قبیلہ بنا۔ قبیلہ کا سب سے بڑا بزرگ قبیلہ کا سربراہ بنا۔ جب ایک قبیلہ مستقل طور پر ایک علاقے پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا تو وہ علاقہ خودمختار اور مقتدر ریاست کی شکل اختیار کر گیا۔ ریاست میں بادشاہ کی حیثیت قبیلہ کے سردار کو ملی۔ قبائل کی آپس میں جنگوں کے نتیجے میں مضبوط ترین قبیلہ وسیع سے وسیع تر علاقے پر قابض ہو گیا اور وسیع تر ریاست بن گئی۔ نظریہ پدرسری کی کافی حد تک یونانی مفکر ارسطو نے بھی حمایت کی ارسطو کے الفاظ میں "ریاست خاندانوں اور دیہاتوں کا مجموعہ ہے" پدرسری نظریہ میں درج ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

☆ ریاست کی ابتدا خاندان سے ہوئی۔

☆ قبیلہ ایک مضبوط منظم تنظیم بنا اور اُس کا سردار بعد ازاں بادشاہ کا روپ اختیار کر گیا۔

☆ خاندان، برادری اور قبیلہ کا سربراہ مرد تھا اور ریاست بنی تو مرد ہی ریاست کا حکمران قرار پایا۔

نظریہ مادرسری
(Matriarchal Theory)

پدرسری اور مادرسری نظریات بنیادی طور پر یکساں اصول پر پروان چڑھے۔ دونوں میں تسلیم کیا گیا کہ رشتہ داری ریاست کی بنیاد تھی اور قبیلہ کا سربراہ ریاست کا حکمران بنا۔ البتہ مادرسری نظریہ کے پیش کاروں نے مؤقف اختیار کیا کہ خاندان، برادری اور قبیلہ میں سربراہی عورت کو حاصل تھی۔ مرد کا اس حوالے سے کوئی کردار نہیں تھا۔ نظریہ مادرسری کے حامیوں نے درج ذیل نکات پر زور دیا۔

☆ نکاح اور خاندان کا تصور بہت بعد میں پیدا ہوا۔ ہزاروں سال پہلے انسان مل کر رہتے تھے۔ معاشرہ تھا اور اُس میں نکاح کا

رواج نہ تھا۔عورت بیک وقت کئی مردوں سے جنسی میل ملاپ رکھتی تھی۔اس لیے والد کا تعین ناممکن تھا اولاد ماں کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔یوں معاشرہ موجود تھا جس میں اولاد ماں کے ارد گرد رہتی تھی۔معاشرہ میں اہم تر مقام ماں کو حاصل تھا۔

☆ گروہ پہلے سے تھے جو مشترکہ طور پر رہ رہے تھے۔رفتہ رفتہ ایک عورت اور ایک مرد اکٹھے رہنے لگے جس سے خاندان وجود میں آیا۔اس کی سربراہ عورت ہوا کرتی تھی۔

نظریہ معاہدہ عمرانی
(Social Contract Theory)

☆ نظریہ معاہدہ عمرانی پیش کرنے والے مفکرین میں تین نام بہت نمایاں ہیں۔تھامس ہابز، جان لاک اور روسو۔ان مفکرین کا دعویٰ ہے کہ ریاست عوام نے خود ایک اجتماعی معاہدے کے نتیجے میں تخلیق کی۔اُن کا کہنا ہے کہ ریاست نہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی، نہ یہ خاندان یا قبیلہ کی وسیع شکل ہے اور نہ ہی یہ طاقت کے استعمال کا نتیجہ ہے۔عوام قدرتی انداز میں رہ رہے تھے۔انہیں اپنی مشکلات کا احساس ہوا تحفظ کی ضرورت محسوس ہوئی اور انھوں نے مل جل کر ایک ریاست میں رہنے کا فیصلہ ایک معاہدہ کے ذریعے کیا۔ریاست میں حکومت اور قوانین بنائے گئے۔فطری زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔اب سب لوگ ریاستی حکمران کے مطیع ہوگئے۔

یہ نظریہ معاہدہ عمرانی یعنی معاشرہ میں رہتے ہوئے عوام کا ایک معاہدہ طے کرنا اور ریاست بنالینا ایک ایسا نظریہ ہے جس کی مدد سے کئی تاریخی ثبوت بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ قدیم یونانی مفکرین افلاطون اور ارسطو کے دور میں معاہدہ عمرانی کا تصور موجود تھا جو اُن کے پیش رو مفکرین سوفسطائیوں نے تخلیق کیا تھا۔

☆ ایک ہندو وزیر اعظم چانکیہ نے چندر گپت موریہ کے زمانے میں ارتھ شاستر نامی کتاب میں ریاست کی معاہدہ عمرانی کی بنیاد پر تخلیق کے تصور کی حمایت کی ہے۔وہ لکھتا ہے کہ فطری زمانے کو ترک کر کے لوگوں نے معاہدہ کیا اور منو نامی فرد کو اپنا حکمران بنالیا۔

☆ عیسائیوں کی کتاب انجیل مقدس میں بھی درج ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور عوام کے مابین معاہدہ ہوا اور ریاست بنائی گئی۔

نظریہ معاہدہ عمرانی پوری تفصیل کے ساتھ پہلی بار سولہویں صدی میں منظر عام پر آیا متعدد مفکرین نے نظریہ کے حق میں دلائل دیے۔تین مفکرین نے معاہدے کے بارے میں اپنی اپنی آراء کے مطابق تفاصیل بیان کی ہیں۔

تھامس ہابز
(Thomas Hobbes)

پیدائش 1588ء ملک: انگلستان کتاب: Leviathan

پس منظر

انگلستان میں خانہ جنگی جاری تھی بادشاہ اور پارلیمنٹ کی افواج لڑ رہی تھیں ہابز اُس جنگ میں بادشاہ کا مددگار تھا۔ اُس نے قلم کے ذریعے بادشاہ کو مضبوط بنایا اور اپنی تحریروں میں ایسا فلسفہ پیش کیا۔کہ بادشاہ کو حق بجانب قرار دیا۔

جان لاک

(John Locke)

پیدائش 1632ء　　ملک: انگلستان　　کتاب: On Civil Government

پس منظر

جان لاک انگلستان میں پارلیمنٹ کی برتری چاہتا تھا۔ وہ دستوری بادشاہت اور جمہوری قدروں کے فروغ کا قائل تھا۔ وہ عوام کو اقتدار کا حقیقی مالک ثابت کرنا چاہتا تھا اور اس مقصد کے لیے اُس کے قلم نے نمایاں اثر دکھایا۔

روسو

(Rousseau)

پیدائش 1712ء　　ملک: فرانس　　کتاب: Social Contract

پس منظر

فرانس میں مطلق العنان بادشاہ ظلم و جبر کے ساتھ عوام کو اپنے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ آزادی، مساوات اور جمہوریت کے لیے انقلاب لانے کے لیے کوشاں تھے۔ ایسے میں روسو نے اپنی تحریروں کے ذریعے انقلاب کی راہ ہموار کی۔ انقلاب فرانس 1789ء کی کامیابی میں روسو کی تحریروں کو بڑا عمل دخل حاصل تھا۔ روسو نے انسانی حقوق، آزادی اور مساوات کے لیے جدوجہد کی۔

تنقیدی جائزہ

اگرچہ تینوں مفکرین نے ریاست کی ابتدا کے بارے میں معاہدہ عمرانی کے نظریہ کو صحیح گردانا لیکن تینوں کے زاویے، تفاصیل اور مقاصد مختلف تھے۔ اُن کے فلسفیانہ نکات میں بڑا تضاد تھا۔ تینوں مفکرین نے اس فلسفے کو اپنے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔ ہابز کے نزدیک قدرتی حالت کا زمانہ بدامنی، افراتفری اور انتشار کا دور تھا۔ لاک کے نزدیک یہ دور بڑا خوشگوار تھا اور روسو کے لیے یہ دور جنت سے کم نہ تھا۔ اس کے علاوہ معاہدے کی نوعیت اور فریقین کے متعلق بھی تینوں مفکرین متضاد آراء رکھتے ہیں۔

سرہنری مین کا خیال ہے کہ قدیم معاشرے میں افراد پر خاندان کا بہت سخت کنٹرول تھا۔ لہٰذا اگر ایسا کوئی معاہدہ ہوا تھا تو افراد کے درمیان نہیں بلکہ خاندانوں کے درمیان ہو سکتا تھا۔

لاک اور روسو کا خیال ہے کہ حکومت اگر معاہدے کی پابندی نہ کرے تو عوام کو بغاوت کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا گرین، ڈیوڈ ہیوم اور بینتھم جیسے مفکرین اس نظریے کو خطرناک قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ سرکشی اور باغیانہ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

ریاست اور حکومت میں فرق

ریاست اور حکومت دو مختلف اصطلاحات ہیں۔ بعض فلسفیوں اور حکمرانوں نے دونوں کو ایک سے معنی دیے۔ انگریز فلسفی تھامس ہابز اور فرانسیسی حکمران لوئی XIV اسی خیال کے حامی تھے موخر الذکر کہتا تھا ''کہ ریاست اور حکومت میں کوئی فرق نہیں ہے'' جبکہ ریاست اور

حکومت میں نمایاں فرق ہے۔

1- حکومت، ایک عنصر

ریاست کے چار عناصر آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ ہیں۔ حکومت ان میں سے ایک عنصر ہے۔ یوں حکومت ریاست کا ایک جزو ہے۔

2- تنقید کا پہلو

ریاست ایک مقدس ادارہ ہے جس کا احترام لازم ہے۔ کسی فرد کو ریاست پر تنقید کا حق نہیں ہوتا۔ کوئی شہری اگر ریاست کی مخالفت کرتا ہے تو غدار کہلاتا ہے۔ حکومت کی خرابیوں کو آشکار کرنا اور تنقیدی رویہ اختیار کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ حکومت پر تنقید کرنے والوں کو غدار نہیں کہا جا سکتا۔

3- حکومت کی اطراز

ریاست ہر جگہ ایک ہی طرز میں پائی جاتی ہے۔ لیکن حکومت کی شکلیں مختلف ممالک میں مختلف ہیں۔ بادشاہت، آمریت، اشرافیہ، جمہوریت، پارلیمانی نظام، صدارتی نظام اور متعدد کئی اقسام دنیا کے مختلف ممالک میں رائج ہیں۔ حکومت کی مختلف اطراز کے خدوخال جداگانہ ہیں جب کہ ریاستیں دنیا بھر میں یکساں صورت میں قائم ہیں۔

4- رُکنیت

حکومت کی رکنیت اس کے تین شعبوں، مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ سے وابستہ افراد تک محدود ہے۔ ریاست ایک وسیع ادارہ ہے اور اس کے تمام شہری ریاست کے ارکان شمار ہوتے ہیں۔ حکومت محدود اور ریاست وسیع صورت کی حامل ہے۔

5- ایک ریاست میں کئی حکومتیں

پاکستان میں ایک وفاقی اور چار صوبائی حکومتیں ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ایک وفاقی اور 50 یونٹوں کی حکومتیں ہیں۔ یوں ایک ریاست میں کئی حکومتیں بیک وقت وجود رکھتی ہیں۔

6- حکومتی تبدیلیاں

حکومت ہمیشہ ایک نہیں رہتی۔ جمہوریت میں بالخصوص حکومتی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ انتخابات میں جیتنے والی سیاسی جماعت حکومت بناتی ہے اور اگر مقننہ کے ارکان کی اکثریت کی حمایت اُسے حاصل نہ رہے تو مستعفی ہو کر نئی حکومت کے لیے جگہ خالی کر جاتی ہے۔ ریاست اس کے برعکس عموماً ایک ہی شکل میں مسلسل قائم رہتی ہے۔ ریاست میں تبدیلی آسکتی ہے لیکن یہ بہت ہی کم ہوتا ہے جیسے 1971ء میں پاکستان دو ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔

7- اقتدار اعلیٰ

ریاست کا وجود اقتدار اعلیٰ کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اقتدار اعلیٰ وہ اعلیٰ اختیار ہے جو ریاست کو بیرونی دباؤ سے آزاد رکھتا ہے اور اندرونی طور پر تمام اداروں اور افراد پر حاوی ہوتا ہے۔ حکومت سے اقتدار اعلیٰ کا تعلق نہیں ہوتا۔ حکومت اقتدار اعلیٰ کے بغیر بھی بنائی جا سکتی ہے۔

جیسے صوبائی حکومت مرکز کے اقتدار اعلیٰ کے تابع ہوتی ہے اور اس کا اپنا اقتدار اعلیٰ نہیں ہوتا۔

8- شہریوں کے حقوق

حقوق عطا کرنا ریاست کا کام ہے۔ حکومت کا ان سے تعلق نہیں ہوتا۔ ریاست حقوق دیتی بھی ہے، سلب اور معطل بھی کر سکتی ہے۔ دستور کی رو سے حقوق ریاست کی جانب سے شہریوں کو ملتے ہیں۔

9- علاقہ

حکومت کا قیام علاقے کے بغیر بھی ممکن ہوتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران مغربی یورپ کے کئی ممالک کی حکومتیں لندن میں کام کرتی رہیں حالانکہ ان کی اپنی ریاستوں کے علاقوں پر جرمنی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ جلاوطن حکومت کا تصور موجود ہے جو علاقے کے بغیر بھی نظر آتی ہے۔ ریاست کو علاقے کے بغیر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

ریاست اور معاشرہ میں فرق

ریاست اور معاشرہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تصورات ہیں۔ دونوں کی ابتدا ارتقاء اور خصوصیات جدا ہیں۔ قدیم یونانی مفکرین کے نزدیک ریاست اور معاشرہ میں کوئی فرق نہ تھا۔ وہی افراد جو معاشرے کی رکنیت رکھتے ہیں ریاست کے بھی باشندے تھے۔ قدیم دور میں شہری ریاستیں تھیں۔ ہر ریاست ایک آبادی پر مشتمل تھی اور آبادی ایک مکمل معاشرہ بھی سمجھی جاتی تھی۔ بعدازاں ریاست کی حدود میں وسعت پیدا ہوتی گئی تو ریاست معاشرے سے مختلف ادارہ بن گئی۔ آج دونوں واضح طور پر الگ الگ پہچان رکھتے ہیں۔

1- حکومت

ریاست کا وجود حکومت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ حکومت ریاست کے چار عناصر میں سے ایک ہے۔ معاشرہ میں حکومت کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ اپنا وجود قائم رکھنے کے لیے حکومت کا محتاج نہیں ہے۔ حکومت ختم ہو جائے تو ریاست قائم نہیں رہتی۔ حکومت ریاست کی حدود کے اندر انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہوتی ہے نیز ریاست کی حدود کو غیر ملکی حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

2- علاقہ

حکومت کی طرح علاقہ بھی ریاست کے وجود کے لیے لازم ہے۔ اگر علاقہ نہ ہو تو ریاست وجود ہی نہیں پا سکتی۔ معاشرہ کے لیے مخصوص علاقہ کا ہونا ضروری نہیں۔ معاشرہ کی سرحدیں کوئی نہیں ہوتیں۔ یہ اپنا اثر پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ نقشے پر ہم لکیر نہیں کھینچ سکتے کہ کوئی معاشرہ اس جگہ سے شروع ہو کر اس جگہ تک پھیلا ہوا ہے۔

3- اقتدار اعلیٰ

معاشرہ کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اقتدار اعلیٰ کے بغیر اپنا وجود قائم رکھتا ہے۔ اس کے برعکس ریاست کا قیام اقتدار اعلیٰ کا متقاضی ہے۔

4- رضا کارانہ بنیاد

ریاست کی رکنیت لازمی ہے۔ایک وقت میں ایک ریاست کی رکنیت رکھنا فرد کے لیے بنیادی شرط ہے۔معاشرہ کے حوالے سے ایسی شرط ضروری نہیں۔کوئی فرد کسی بھی معاشرے سے وابستہ نہ ہونا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے وہ جب چاہے کسی معاشرے کا رکن بن سکتا ہے اور جب چاہے رکنیت ترک کر سکتا ہے۔یہ خالص رضا کارانہ تنظیم ہے۔

5- رسوم ورواج اور قانون

معاشرہ کا نظام رسوم ورواج کے بل بوتے پر چلتا ہے۔معاشرے میں پائی جانے والی مشترکہ عادات کو رسوم ورواج کہا جاتا ہے۔ان پر عمل نہ کرنے والے فرد کے خلاف پولیس کاروائی نہیں کرتی۔دوسری جانب ریاست کی قوت کا دارومدار قانون پر ہے جو بڑے غور وخوض کے بعد عموماً تحریری شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔قانون کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو پولیس گھیرتی اور سزا دلواتی ہے۔ریاست کی جیلیں اور عدالتیں اسی مقصد کے لیے موجود ہیں۔

6- سزا کا انداز

ریاست ایسے فرد کو سزا دیتی ہے جو قانون شکنی کرتا ہے۔اُسے جیل میں ڈالتی ہے جب کہ معاشرہ کا سزا دینے کا تصور جدا ہے۔معاشرے کے رسوم ورواج کو نظر انداز کرنے والے انسانوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ان سے روابط منقطع کر لیے جاتے ہیں اور مجبور کیا جاتا ہے کہ رسوم ورواج کی پابندی کریں۔

7- برتر حیثیت

معاشرہ بہت مضبوط تنظیم ہے لیکن ریاست کو اس سے برتر حیثیت حاصل ہے۔معاشرے کے تمام ادارے ریاست کے تابع ہوتے ہیں۔ایسے رسوم ورواج پر عمل کرنا معاشرے کے لیے دشوار ہو جاتا ہے جو ریاستی قانون سے متصادم ہوں۔معاشرہ مختلف اداروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ریاست اگرچہ برتر ہوتی ہے مگر وہ ایسے قوانین تشکیل دینے سے گریز کرتی ہے جو معاشرتی قدروں کے منافی ہوں۔ریاست کے لیے ایسے قوانین پر عمل کرانا مشکل ہو جاتا ہے۔

8- ایک معاشرہ کئی ریاستیں

بعض ایسے معاشرے ہیں جو بیک وقت کئی ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں جیسے مسلم معاشرہ۔دنیا کی پچاس کی لگ بھگ ریاستوں میں اسلامی معاشرہ قائم ہے۔اسی طرح ایک ریاست میں کئی معاشرے وجود رکھ سکتے ہیں جیسے دیہی اور شہری معاشرہ۔

9- مقاصد میں تنوع

ریاست سیاسی مقاصد کے لیے بنائی گئی ہے لیکن معاشرہ کثیر المقاصد ہے۔یہ ثقافتی، مذہبی، تفریحی اور اخلاقی مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرتا ہے۔فرائض اور ذمہ داریوں کے حوالے سے معاشرہ کو کہیں زیادہ وسعت حاصل ہے۔

10- معاشرے کی قدامت

معاشرہ اس وقت سے قائم ہے جب سے حضرت انسان نے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔انسان اور معاشرہ کی عمر برابر ہے۔اس لیے ہم

دیکھیں تو معاشرہ بہت ہی قدیم ہے۔اس کے مقابلے پر ریاست کا قیام چند ہزار سال پہلے ممکن ہوا، ریاست تو درحقیقت معاشرے کی پیداوار ہے اور معاشرے کی ضروریات کے لیے بنائی گئی ہے۔

11- ٹھوس نظم و نسق

ریاست کی تنظیم ٹھوس ہے۔اس کے شعبے مستقل اور مربوط ہیں۔معاشرہ تو رضا کارانہ انداز کا مالک ہے۔اس کے ادارے زیادہ ٹھوس نہیں ہیں۔یہ کئی اداروں کا مجموعہ ہے۔اور ان میں بعض زیادہ منظم شکل کے حامل نہیں ہیں۔

ریاست اور قوم میں فرق

1- ایک ریاست میں ایک سے زیادہ قومیں

ایک ریاست میں عموماً ایک ہی قوم بستی ہے جیسے پاکستان میں پاکستانی قوم، انگلستان میں انگریز اور فرانس میں فرانسیسی قوم کبھی کبھی کسی ریاست میں تو متیں قوم بن جاتی ہیں جیسے بھارت میں کشمیری قوم ایک الگ قوم ہے جو آزادی کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔آسام، تری پورہ، میزورام اور دیگر علاقوں میں مختلف قومیں تشکیل پا چکی ہیں۔

2- اقتدار اعلیٰ

ریاست کی تکمیل اقتدار اعلیٰ کے بغیر ممکن نہیں۔یہ ریاست کا لازمی عنصر ہے۔قوم کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہ ہو پھر بھی قوم کہلاتی ہے۔دنیا میں کئی اقوام نے آزادی کی جدوجہد کی اور بالآخر اپنی ریاست پالی۔بعض قومیں اب بھی کوشش میں مصروف ہیں۔ فلسطینی اور کشمیری ایسی ہی اقوام ہیں۔جنہیں اقتدار اعلیٰ ابھی حاصل نہیں ہے۔

3- حکومت

اقتدار اعلیٰ کی طرح حکومت بھی ریاست کا لازمی حصہ ہے۔ریاست میں حکومت نہ ہو تو یہ نامکمل سمجھی جاتی ہے۔قوم کے لیے حکومت قائم کرنا لازمی نہیں۔غیر ملکی قابض افواج کی موجودگی میں اپنے ہی علاقے میں کوئی قوم اقتدار اعلیٰ اور حکومت دونوں سے محروم کر دی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ قوم رہتی ہے۔

4- ریاست اور قانون

ریاست ایک مخصوص علاقے میں عوام کے منظم طور پر رہنے کا نام ہے۔قانون ریاست کے اندر نظم و نسق قائم کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ریاست کا تصور قانون کی موجودگی میں مکمل ہوتا ہے۔قوم کے لیے ایک قانونی ڈھانچہ ترتیب دینا لازمی نہیں۔

5- چار عناصر

ریاست چار عناصر کا مجموعہ ہے یعنی آبادی، حکومت، علاقہ اور اقتدار اعلیٰ۔قوم کے لیے آبادی تو ضروری ہے لیکن یہ علاقے، حکومت اور اقتدار اعلیٰ کے بغیر بھی مکمل سمجھی جاتی ہے البتہ یہ ان تینوں عناصر کے لیے کوشاں رہتی ہے۔جب ایسا ہو جائے تو قوم ایک ریاست کی مالک بن جاتی ہے۔

ریاست کا اسلامی تصور

اسلام ایک مکمل نظام ہے جو انسانوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی، خاندانی، ذاتی اور مذہبی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے۔ یہ محض مذہب نہیں ایک بھرپور دین ہے۔ ایک نظام جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی قدروں کا تعین بھی کرتا ہے اور سیاسی نظام کے خدوخال بھی پوری طرح واضح کرتا ہے۔ ریاست کا اسلام میں بڑا ہی واضح تصور پایا جاتا ہے۔ انگریزی لفظ سٹیٹ (State) کے لیے ریاست کا ترجمہ بہت ہی موزوں ہے۔

اسلامی ریاست کی تعریف

حضرت شاہ ولی اللہؒ: ''اہل مدینہ ایسے افراد کا گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقے میں رہتے ہوں۔ اُن کی اپنی حکومت ہو اور وہ اپنے علاقے میں بیرونی دباؤ سے پوری طرح آزاد ہوں''۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی دی گئی ریاست کی تعریف مکمل ہے اور اس تعریف کے مطابق ریاست کے چار عناصر ہیں۔ ☆ آبادی ☆ علاقہ ☆ حکومت ☆ اقتدارِ اعلیٰ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ڈاکٹر گارنر کی تعریفیں بڑی حد تک ملتی جلتی ہیں۔ تاہم ان چار عناصر کی تشریح اسلامی نقطۂ نظر سے کافی مختلف کی جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ریاست کے درج ذیل عناصر ہیں۔

1- افراد

آبادی پہلا عنصر ہے اور ظاہر ہے کہ افراد کے بغیر ریاست کا وجود ممکن ہی نہیں ریاست قائم ہی افراد کے لیے ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے باشندوں کی دو اقسام ہیں۔ مسلم باشندے اور غیر مسلم باشندے۔ غیر مسلموں کو ذمی کہا جاتا ہے اور اُن کا مقام اسلامی ریاست اور معاشرے میں مختلف ہوتا ہے۔ وہ جزیہ دیتے ہیں اور اُن کی جان اور مال کی حفاظت کرنا اسلامی ریاست کے حاکم کا فرض ہوتا ہے۔ مسلمان باشندے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ غیر مسلم سربراہ مملکت نہیں بن سکتا اور نہ ہی اہم پالیسی ساز اداروں کی رکنیت اُسے حاصل ہوتی ہے۔ افراد کی آبادی کے حوالے سے کوئی واضح اصول نہیں اپنایا گیا۔ لوگوں کی بہبود کو ریاست مدِ نظر رکھتی ہے۔ اُن کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ریاست کا فرض ہے۔ باشندہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہر ایک کی زندگی ریاست کے پاس مقدس امانت ہے۔ قانون کی نظر میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔

2- علاقہ

اسلامی ریاست کے لیے علاقہ ہونا لازمی قرار پایا ہے۔ علاقے کے بغیر ریاست کا تصور پورا نہیں ہوتا۔ اسلامی ریاست میں وسیع سے وسیع تر علاقے کی شمولیت کو پسند کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک منصفانہ اور مکمل ترین نظام ہے۔ ضروری ہے کہ اسے دنیا کے زیادہ سے زیادہ حصوں میں متعارف کرایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ کے فروغ پر خصوصی طور پر زور دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں غیر اسلامی نظاموں کی جگہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام لایا جائے تو انصاف اور مساوات کے دروازے کھل سکتے ہیں اسلامی ریاست کے علاقے میں جتنی وسعت ہوگی، نظامِ اسلام اتنا ہی مضبوط اور موثر بنتا جائے گا۔

3- حکومت

حکومت وہ ادارہ ہے جو ریاست کے اندر نظم و نسق چلاتا اور ضبط قائم رکھتا ہے۔ حکومت کے تین فرائض شمار کیے جاتے ہیں۔

1- قانون سازی 2- انتظامی 3- عدالتی

اسلامی نظام جمہوریت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل درآمد کیا جاتا ہے اور عوام براہ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعے قانون بناتے اور اُس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکومت کا ایک شعبہ مقننہ ہے جو بدلتے ہوئے حالات اور ضرورتوں کے پیش نظر قانون بناتا ہے۔ قانون بنانے میں یہ مطلق العنان نہیں ہوتا۔ یہ قرآن پاک، سنت اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں قوانین کو ترتیب دیتا ہے۔ ان سے متصادم کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا انتظامیہ کے فرائض امیر المومنین ادا کرتا ہے۔ ہم اُسے صدر یا وزیر اعظم بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنی مجلس شوریٰ کی رائے کے ساتھ انتظامی فیصلے لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کا پابند ہے۔ وہ مختار کل نہیں۔ اپنے افعال کے لیے وہ اللہ تعالیٰ اور عوام کو جواب دہ ہے۔ اسلام میں عدالتی فرائض انجام دینے کے لیے قاضی مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو قرآن و سنت کے اصولوں سے پوری طرح بہرہ ور ہوتے ہیں۔ عدلیہ آزاد اور با اختیار ہوتی ہے۔ وہ امیر المومنین یا مجلس شوریٰ کے دباؤ سے بے نیاز ہو کر انصاف کرتی ہے۔ یہاں تک کہ عدلیہ کو امیر المومنین کو اپنے ہاں طلب کرنے کا اختیار ہوتا ہے

4- اقتدار اعلیٰ

اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کا مالک خدائے بزرگ و برتر ہے جو ہر شے پر قادر ہے اور جس کی منشاء کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ امیر المومنین یا مجلس شوریٰ کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ پابند ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے فرائض ادا کریں۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے جس کے دستور میں واضح کیا گیا ہے کہ اقتدار اعلیٰ رب ذوالجلال کو حاصل ہے اور اس کا استعمال پاکستان کے عوام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک امانت سمجھتے ہوئے کرتے ہیں۔ مقتدر اعلیٰ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ امیر المومنین اُس کے حکم کا پوری طرح پابند ہے۔ مغربی دنیا میں عوام یا پارلیمنٹ کو مقتدر اعلیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں فرد کے اقتدار اعلیٰ کا بالکل کوئی تصور نہیں ہے۔

5- تھیوکریسی (پاپائیت) کی نفی

اسلامی ریاست میں تھیوکریسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک دور تھا جب یورپ کے کئی ممالک میں پادریوں کو اقتدار اعلیٰ میں اجارہ داری حاصل تھی۔ اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں۔

6- قومی ریاست کی نفی

اسلامی ریاست قومی ریاست سے بہت مختلف تصور ہے۔ اسلامی ریاست میں کسی مخصوص نسل، گروہ، زبان یا کلچر سے وابستہ لوگوں کی حکومت کو کوئی مقام نہیں ملتا۔ مغرب میں نسلی اور علاقائی بنیادوں پر قومی ریاستوں کے قیام کا خیال بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اسلام اس کا بالکل قائل نہیں۔ اسلامی ریاست کی بنیاد عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے وطن کا تصور پسند نہیں کیا گیا۔ بقول اقبال "مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا"۔

7- فلاحی مملکت

اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے جس میں عوام کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مساوات، انصاف، رواداری، جمہوریت اور معاشرتی بہبود کے تقاضے پورے کرنا اسلامی ریاست کا فرض ہے۔ عوام کے معاشی حالات کو بہتر بنانا، معیار زندگی کو بلند کرنا، بھوک و افلاس سے چھٹکارا دلانا، ذرائع روزگار مہیا کرنا اور دولت کی منصفانہ تقسیم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلامی ریاست فلاحی بنیادوں کو مضبوط کرتی ہے اور عوام کے دکھوں کا مداوا کرنا اس کا بنیادی فرض ہے۔

فلاحی ریاست

(Welfare State)

ریاست کے مقاصد کیا ہیں؟ کیوں وجود میں آئی؟ ان سوالوں کے حوالے سے مفکرین نے اپنے اپنے تصورات پیش کیے ہیں۔

☆ کچھ کہتے ہیں کہ ریاست کا قائم ہونا بجائے خود ایک مقصد ہے، (مثالیت پسند)

☆ بعض کا خیال ہے کہ فرد کو زیادہ سے زیادہ ریاست کے کنٹرول سے آزاد رکھا جائے اور ریاست کم سے کم مداخلت کرے، (انفرادیت پسند)

☆ کچھ کہتے ہیں کہ ریاست افراد پر پوری طرح حاوی ہو، (اشتراکیت پسند)

مندرجہ بالا خیالات مفکرین کے مختلف گروہوں کے ہیں۔ مثالیت پسند ریاست کو زمین پر اللہ تعالیٰ کا مظہر مانتے ہیں تو انفرادیت پسند اسے ایسی برائی قرار دیتے ہیں جو بڑی برائیوں کے خاتمے کے لیے ضروری ہے۔ یہ بحث صدیوں سے جاری رہی۔ مدتوں حکمران ریاست پر چھائے رہے اور عوام پر ظلم و ستم ہوتا رہا۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں ریاست کے کنٹرول کو کم سے کم کرنے کے لیے تحریکیں چلائی جاتی رہیں۔ ریاست کا مقصد متعین کرنے کے لیے کئی نئے نظریات بھی سامنے آئے، ایک طویل بحث کے بعد اب مفکرین کی بڑی تعداد اس نقطہ پر متفق ہوتی نظر آتی ہے کہ ریاست عوام کی بھلائی کے لیے بنی ہے۔ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے ارسطو نے کہا تھا۔

"ریاست بنائی گئی تاکہ انسان کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور جاری رکھی گئی ہے تاکہ انسان بہتر زندگی گزار سکے"۔ ارسطو کے نظریہ کو بالآخر پذیرائی حاصل ہوئی اور آج ریاست ایک مثبت، مفید اور بہت ضروری ادارہ مانی جاتی ہے جو بنی نوع انسان کے دکھوں کا مداوا کر رہی ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ ریاست فلاحی مقاصد کے لیے وجود رکھتی ہے۔

لاسکی: "فلاحی ریاست ایک ایسی تنظیم ہے جو بہت بڑے پیمانے پر معاشی فلاح و بہبود کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے"

کانٹ "فلاحی ریاست شہریوں کو معاشرتی کاموں کا ایک وسیع حلقہ فراہم کرتی ہے"

جدید دور میں ریاست سے محض جنگ و جدل کا کام نہیں لیا جاتا اور نہ ہی شاہی خاندان کی فتوحات کے شوق کو پورا کرنے کے لیے قائم ہے بلکہ یہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کی زیادہ سے زیادہ خوشی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اسے عوامی فلاح و بہبود کے بارے میں ہر دم کوشاں رہنا چاہیے۔

فلاحی ریاست کے خدوخال

1- دولت کی منصفانہ تقسیم

فلاحی ریاست میں وسائل پر کسی مخصوص گروہ کی اجارہ داری کو ختم کیا اور دولت کو زیادہ سے زیادہ افراد میں منصفانہ طور پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ امراء اور غرباء کے درمیان پائے جانے والے فرق کو بتدریج کم کیا جاتا ہے اور قدرت کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ افراد کو بہرہ ور ہونے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

2- جمہوری نظام

ریاست عوام کی بھلائی پر اسی صورت توجہ دے سکتی ہے اگر اقتدار کا سرچشمہ عوام ہوں۔ عوام براہِ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعے حکومت کا سارا نظام چلائیں۔ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے نمائندے اپنے آپ کو عوام کا خادم سمجھیں۔ وہ اپنی کارکردگی کے حوالے سے عوام کے سامنے جواب دہ ہوں۔ جمہوریت میں انتخابات ہوتے رہتے ہیں۔ اگلے انتخابات میں عوام سے ووٹوں کا تقاضا کرنے صرف ایسے لوگ ہی جا سکتے ہیں جنہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں اُن کا پوری طرح خیال رکھا ہو۔

3- عوامی فلاح و بہبود

فلاحی ریاست میں سب سے اہم مقصد عوام کی بھلائی کے لیے کام کرنا ہے۔ ریاست ظلم اور جبر کی بجائے خدمت اور ترقی کے لیے کام کرے۔ ریاست کا فرضِ اولین ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ مسرتیں مہیا کرے۔ انہیں ترقی کے مواقع دے اور اُن کی سہولتوں کے لیے ہر ممکن اقدام اٹھائے۔

4- ذرائع روزگار

ریاست عوام کی اجتماعی بہبود چاہتی ہے اور اپنے وسائل کے بل بوتے پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے ذرائع روزگار پیدا کرتی ہے۔ عوام کی روزی کا بندوبست کرنا ایک اچھی ریاست کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ صنعتوں کے قیام، زرعی ترقی اور دیگر شعبوں میں ترقی کے لیے کوشاں رہتی ہے تاکہ محنت کش عوام کو کرنے کے لیے کام مل سکے۔

5- بنیادی ضروریاتِ زندگی

عوام کی تین اہم اور بنیادی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ وہ خوراک، لباس اور رہنے کے لیے چھت چاہتے ہیں۔ ان تینوں ضرورتوں کی طرف سب سے پہلے فلاحی ریاست توجہ دیتی ہے۔ حکومت ایسے اقدام اٹھاتی ہے کہ ریاست میں نہ کوئی بھوکا رہے نہ ننگا اور نہ ہی کھلے آسمان تلے سونے پر مجبور ہو۔

6- منصوبہ بندی

ریاست اجتماعی ترقی کے لیے مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ وہ شہریوں سے محصولات لے کر کثیر رقوم بناتی ہے اور پھر ان رقوم کو اجتماعی ترقی کے کاموں پر خرچ کرتی ہے۔ اس کے لیے سالانہ میزانیہ بنایا جاتا ہے اور لمبی مدت کے منصوبے بھی ترتیب دیے جاتے ہیں۔ زراعت، صنعت، جنگلات، معدنیات، سڑکیں اور دیگر ذرائع آمد و رفت ترقی پاتے ہیں۔ منصوبہ بندی کے تحت ان تمام شعبوں پر سرمایہ خرچ کیا جاتا

ہے اور عوام کو سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

7- آمدن میں اضافہ

فلاحی ریاست میں حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ فی کس سالانہ آمدن اور قومی آمدن میں اضافہ ہوتا کہ عوام بہتر سہولتوں کو حاصل کرنے میں دشواری محسوس نہ کریں۔ ریاست خیال رکھتی ہے کہ غیر ممالک سے تجارت میں خسارہ نہ ہو۔ ادائیگیوں کا توازن ٹھیک رہے نیز ریاست میں زرِ مبادلہ کے ذخائر کی مقدار مسلسل بڑھتی رہے۔

8- بنیادی حقوق

شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کا عدالتوں کے ذریعے اہتمام کیا جاتا ہے۔ شہریوں کو معاشرتی، معاشی، شہری، مذہبی، سیاسی اور ثقافتی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ بنیادی حقوق اور آزادیاں افراد کو خوش گوار ماحول مہیا کرتی ہیں اور ان کا دھیان رکھنا فلاحی ریاست کا فرض ہے۔

9- عزت و آبرو کا تحفظ

ہر شہری چاہتا ہے کہ وہ اور اُس کے اہلِ خانہ محفوظ زندگی گزاریں اُن کی جان، عزت اور مال پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس مقصد کے لیے ریاست ایک وسیع انتظامی مشینری ترتیب دیتی ہے۔ پولیس اور دیگر فورسز کو چوکنا رکھتی ہے۔ سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کرتی ہے اور معاشرے کے تمام طبقات اور افراد کو پرسکون ماحول میں جینے کا سامان مہیا کرتی ہے۔

10- معیارِ زندگی

ہر فرد کو نہ صرف اُس کی ضرورتیں ملنی چاہئیں بلکہ ان کے لیے کم سے کم معیار کا تعین ہو۔ اچھی اور متوازن خوراک، موسم کے مطابق اچھے لباس اور رہائش کے لیے تمام ضرورتوں سے بھرپور گھر میسر آئے۔ زندگی اچھی طرح بسر کرنے کے لیے مواقع فراہم ہوں۔ محض جینا نہیں بلکہ اچھے انداز میں جینے کا اہتمام ہو۔

11- صحت و تعلیم کے مواقع

فلاحی ریاست میں ہسپتال، ڈسپنسریاں، میڈیکل کالج، نرسوں کی تربیت کے ادارے، سستی اور معیاری دوائیں۔ اور لیبارٹریاں موجود ہوتی ہیں۔ علاج کی سہولتیں زیادہ بھی ہوں اور سستی بھی ہوں۔ اسی طرح سکول، کالج، یونیورسٹیاں، لائبریریاں اور انسٹی ٹیوٹ وغیرہ قائم ہوں جہاں لوگ تعلیم کے حصول کے لیے جاسکیں۔ پرائمری تعلیم مفت اور لازمی ہو اور اعلیٰ تعلیم کے لیے مناسب اور سستے مواقع موجود ہوں۔ تعلیم دولت کے ذریعے خریدنے کا رواج نہ ہو بلکہ میرٹ پر آنے والے طلبہ و طالبات کو حکومت وسائل عطا کرے کہ وہ تعلیم حاصل کرسکیں۔

12- صحت بخش ماحول

فلاحی ریاست پارک، باغ، کھیل کے میدان اور دیگر تفریحی مقامات کا بندوبست عوام کے لیے کرتی ہے۔ ماحول آلائشوں اور گندگی سے پاک ہو۔ ماحولیات کی طرف ریاست خصوصی توجہ دے اور خوش گوار فضا عوام کو فراہم کرے۔ مستقبل میں بہتر قوم پیدا کرنے کے لیے یہ اقدام ہر فلاحی ریاست میں اٹھائے جاتے ہیں۔

13- عدلیہ کی آزادی

فلاحی ریاست میں عوام کے حقوق کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ انہیں دستوری تحفظ حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی شہری کا کوئی حق ضائع جاتا ہے تو وہ عدلیہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ عدلیہ آزاد، خودمختار اور باوقار بنائی جاتی ہے تا کہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔ جرم کی بیخ کنی کی کوشش پولیس کرتی ہے۔ اور عدلیہ سے مجرموں کو سزا دلواتی ہے۔

فلاحی ریاست کا اسلامی تصور

اسلامی ریاست پورے اسلامی نظام حیات کا جزو ہے۔ یہ ایک مکمل اسلامی معاشرے کے قیام میں معاونت کرنے والا ادارہ ہے۔ ریاست اور حکومت کی مدد کے ساتھ اسلامی ریاست میں تہذیب وثقافت کو بھرپور طور پر متعارف کرایا جاسکتا ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کو اسلامی ریاست میں خصوصی ترجیح دی جاتی ہے۔ اُن کے لیے خوشگوار ماحول کی فراہمی ریاست کا اہم فریضہ ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ ہے اور اسلامی ریاست دنیاوی، دینی اور اُخروی زندگی کے لیے مسلمانوں کو صحیح راہیں اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ایسا ماحول تشکیل دیتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو صحیح سانچے میں ڈھال سکیں اور دونوں جہانوں میں سرخرو ہوں۔ اسلامی ریاست میں فلاح و بہبود کے حوالے سے درج ذیل خدوخال نمایاں رہتے ہیں۔

1- طبقاتی اونچ نیچ کا خاتمہ

اسلامی ریاست میں انسانوں کو یکساں سطح پر رکھا جاتا ہے۔ طبقاتی امتیاز کو ختم کر کے مساوات اور انصاف کے تصورات کو مضبوط شکل دی جاتی ہے۔ اسلامی ریاست میں رنگ، نسل، ذات پات اور زبان وغیرہ کے امتیازات روا نہیں رکھے جاتے۔ تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہوتے ہیں۔ امیر وغریب یا مسلم وغیر مسلم کا فرق ملحوظ رکھے بغیر قانونی تقاضے پورے کیے جاتے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں اُن کا فرمان کہ اگر فاطمہؓ بھی چوری کرتیں تو اُن کو بھی ضرور سزا ملتی، اس امر کی دلیل ہے کہ معاشرے کے تمام لوگوں اور طبقات کے لیے ایک سا قانون رائج ہوتا ہے۔ ایسا قانون جس میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے کا جرم وگناہ بھی قابل سزا قرار پاتا ہے اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

2- خواتین کی حیثیت

خواتین کو وقار، احترام اور آبرو کے ساتھ زندہ رہنے اور مردوں کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق طلب کرنے کا بنیادی حق اسلامی ریاست میں دیا جاتا ہے۔ انہیں وراثت میں حصہ ملتا ہے۔ وہ عائلی زندگی میں مرد کے مقابل اپنے حقوق پاتی ہے۔ انہیں کم تر اور مظلوم بنا کر نہیں رکھا جاتا۔ مردوں پر ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں کہ خواتین کی ضروریات پوری کریں اور انہیں عزت سے رہنے کا موقع دیا جائے۔ قرآن پاک خواتین کے حقوق کے حوالے سے بڑی واضح ہدایات دیتا ہے اور اسلامی ریاست میں حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قرآن پاک کی روشنی میں خواتین کو ملنے والے درجے کا احترام کروائے۔

3- قانون کی حکمرانی

اسلامی ریاست میں قانون کو تمام افراد سے بالاتر رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ خلیفۂ وقت کو بھی بطور ملزم یا گواہ قاضی کی عدالت میں طلب کیا

جاسکتا ہے۔ کوئی فرد اسلامی ریاست میں قانون سے بالاتر نہیں ہوتا۔ قانون سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ مغربی دنیا میں سربراہ حکومت یا مملکت کو اس کے دورِ حکومت میں عدالت میں طلب نہیں کیا جاتا۔ اسلامی ریاست میں حاکم اعلیٰ کو یہ رعایت حاصل نہیں ہے۔ وہ قانون پر پوری طرح عمل کرنے کا پابند ہے۔

4- دولت کی منصفانہ تقسیم

اسلامی معاشرے میں مساوات اور انصاف کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ دولت کا ارتکاز نہ ہو۔ ریاست ایسے اقدامات اٹھاتی ہے کہ دولت پر چند خاندانوں کا کنٹرول نہ ہو جائے۔ عشر، زکوٰۃ، صدقات، جزیہ، وراثت اور دیگر اقدامات کی بدولت دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہوتی۔ اگر نظام پر پوری طرح عمل کیا جائے تو دولت کی تقسیم منصفانہ طور پر تمام لوگوں میں ہو جاتی ہے۔ غریب اور امیر کا فرق رفتہ رفتہ ختم ہوتا چلا جاتا ہے۔

5- غیر مسلموں کی حیثیت

غیر مسلموں اور مسلمانوں کے لیے انصاف کے دروازے برابر کھلے ہوتے ہیں۔ قانون غیر مسلم عوام کو بھی پورا پورا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ وہ مملکت کی معاشی، تجارتی، معاشرتی اور سیاسی سرگرمیوں میں پورے طور پر شریک ہوتے ہیں۔ اگر کوئی پابندی ہے تو صرف یہ کہ غیر مسلموں کو اسلامی ریاست کا نہ سربراہ بنایا جاتا ہے اور نہ انہیں پالیسی ساز اداروں کی رکنیت سونپی جاتی ہے۔ معاشرتی طور پر غیر مسلم مساوی درجہ پاتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی اعتقادات پر پوری طرح عمل کر سکتے ہیں۔ عبادت گاہیں بنا سکتے ہیں اور اپنی نجی خاندانی زندگی اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق گزار سکتے ہیں۔

6- عوامی ضروریات کی فراہمی

اپنے باشندوں کی بنیادی ضرورتیں مثلاً خوراک، لباس، رہائش، ذرائع آمدورفت، صحت اور تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے خواتین اور مردوں، مسلمانوں اور غیر مسلموں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ ہر فرد کی ضرورتوں کی تکمیل حکومت کرتی ہے۔ تمام ضرورت مند خاندانوں کی کفالت ریاست کرتی ہے۔ ایسے افراد اور خاندان جو کوئی ذریعہ روزگار نہ رکھتے ہوں، ریاست کی جانب سے گزارہ الاؤنس حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک غیر مسلم بھیک مانگ رہا تھا۔ حکم دیا کہ اُس کا نام ایسے افراد کی فہرست میں شامل کر لیا جائے جو بیت المال سے وظیفہ پا رہے تھے۔ عدل و انصاف کے حوالے سے تمام شہریوں کو یکساں طور پر مستحق سمجھا جاتا ہے۔

7- حکومت کی ذمہ داریاں

حکومت کو اسلامی ریاست میں پابند کیا گیا ہے کہ وہ تمام باشندوں کے تحفظ، ضرورتوں اور سہولتوں کی فراہمی کا دھیان رکھے۔ حکومت میں شامل لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ سمجھتے ہیں وہ عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں اور عوام کے حقوق اُن کی امانتیں سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس کا کوئی سرپرست نہیں، اُس کی سرپرست اسلامی حکومت ہے'' حضرت عمر فاروقؓ نے اعلیٰ روایات قائم کیں۔ وہ راتوں کو گلیوں میں عوام کا حال جاننے نکل جاتے اور جہاں کہیں ناانصافی دیکھتے تو فوری طور پر مناسب اقدام اُٹھاتے۔ اُن کا ایک فقرہ، جس نے سارے موضوع کو پوری طرح واضح کر دیا کہ ''دریائے دجلہ کے کنارے کوئی

کتا بھی بھوک سے مر گیا تو اُس کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی"

حکومت نے حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں رجسٹر مرتب کیے اور ضرورت مندوں کے نام درج کیے گئے۔ آج اگر اُس نمونہ کو اپنایا جائے تو اسلامی ریاست دنیا کی سب سے زیادہ مثالی فلاحی ریاست کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

8- انفرادی آزادیاں

ہر فرد کو اسلامی ریاست میں آزادی اور حقوق بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اُس کی نجی زندگی میں ریاست مداخلت نہیں کرتی اگر وہ اسلامی اصولوں پر پوری طرح عمل پیرا ہو۔ فرد کی ملکیت کا حق ریاست تسلیم کرتی ہے لیکن لازم ہے کہ جائیداد قانونی طریقوں سے کمائی گئی دولت سے خریدی گئی ہو۔ شہریوں میں ترقی کے مواقع بالکل برابر فراہم کرنے کی پالیسی اپنائی جاتی ہے اُس کے بعد کوئی فرد دوسروں سے برتر حیثیت اختیار کر لے اور اپنی محنت و قابلیت کی وجہ سے زیادہ آگے بڑھ جائے تو اُس کے درجے کا تحفظ اسلامی ریاست خود کرتی ہے۔

9- ناگہانی آفات

سیلاب، زلزلہ، قحط، بیماری اور دیگر ناگہانی آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے عوام کو ریاست کی بھر پور مدد اور تعاون حاصل ہوتا ہے۔ حکومت اس کے لیے مناسب بندوبست کرتی ہے اور زیادہ سے زیادہ افراد کو تباہی و بربادی سے بچانے کی مکمل کوشش کرتی ہے۔

10- خوشحال معاشرہ

اسلامی ریاست خوشحال معاشرے کو ترتیب دینے کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے۔ امن وامان قائم کرتی ہے۔ عدل وانصاف فراہم کرتی ہے۔ تعلیم وصحت کا مناسب انتظام کرتی ہے۔ اخلاقی ومعاشرتی بہبود کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ علاقے میں آمدورفت کے ذرائع کو ترقی دیتی ہے۔ ذرائع روزگار کو بہتر بناتی ہے۔ زراعت، صنعت، تجارت، معدنیات اور ایسے ہی دیگر شعبوں کی ترقی کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ یوں خوش حال معاشرے کی طرف عوام بڑھتے ہیں۔ اسلامی ریاست عوام کے معیارِ زندگی کو بلند کرتی ہے، دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات اور لین دین میں توازن پیدا کرتی ہے اور بین الاقوامی سطح پر بھی انصاف اور امن کے لیے کوشاں رہتی ہے۔

سوالات

حصہ اول

1- مختصر جوابات دیجیے۔

☆ ریاست کا تعارف بیان کیجیے۔

☆ انقلاب فرانس 1789ء کا پس منظر کیا ہے؟

☆ کیا حکومت کا قیام علاقے کے بغیر ممکن ہے؟

☆ ریاست اور معاشرہ قانون شکن افراد کو کیسے سزا دیتے ہیں؟

☆ اسلامی ریاست میں قوانین کیسے تشکیل پاتے ہیں؟

☆لاسکی نے فلاحی ریاست کی کیا تعریف کی ہے؟

☆ریاست کی اجتماعی ترقی کے لیے ''منصوبہ بندی'' کا کیا کردار ہے؟

☆فلاحی ریاست کے اسلامی تصور میں غیر مسلموں کی حیثیت واضح کریں۔

☆ناگہانی آفات سے کیا مراد ہے؟

☆بنیادی انسانی ضروریات کون کون سی ہیں؟

☆اسلامی ریاست قومی ریاست سے کیسے مختلف ہے؟

☆اسلامی ریاست میں حکومت کے کون سے تین فرائض ہیں؟

☆نظریہ معاہدہ عمرانی پہلی بار کب منظر عام پر آیا؟

☆نظریہ قوت سے کیا مراد ہے؟

☆ریاست کی ابتدا کے متعلق ڈاکٹر لیکاک کیا کہتے ہیں؟

حصہ دوم

2- ریاست کی تعریف کیجئے اور اس کے ضروری عناصر بیان کیجئے۔

3- درج ذیل کی وضاحت کیجئے۔

(ا) نظریہ تخلیق ربانی (ب) نظریہ قوت (ج) نظریہ پدرسری (د) نظریہ مادرسری

4- نظریہ معاہدہ عمرانی پر بحث کیجئے۔

5- ریاست کی تخلیق میں کن عوامل نے اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے؟ وضاحت کیجئے۔

6- ریاست اور حکومت میں کیسے فرق کیا جا سکتا ہے؟

7- اسلامی ریاست کی تعریف کیجئے اور اس کے عناصر کا جائزہ لیجئے۔

8- فلاحی ریاست کے خدوخال بیان کیجئے۔

9- فلاحی ریاست کا اسلامی تصور تفصیل سے بیان کیجئے۔

10- ریاست اور معاشرہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تصورات ہیں۔ اس بیان کی روشنی میں ریاست اور معاشرہ میں فرق بیان کریں۔

حصہ سوم

■ ہر سوال کے چار جوابات دیئے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- خاندانوں اور دیہاتوں کا ایسا اجتماع جس میں افراد خود کفیل اور خوشیوں بھری زندگی گزاریں، کیا کہلاتا ہے؟

(الف) قوم　(ب) طبقہ　(ج) ملت　(د) ریاست

2- حکومت (Government) کتنے شعبوں پر مشتمل ہوتی ہے؟

(الف) دو　(ب) تین　(ج) چار　(د) پانچ

3- ریاست کی ابتداء کا یہ نظریہ درست قرار دیا جاتا ہے۔

(الف) نظریہ تخلیق ربانی　(ب) معاہدہ عمرانی　(ج) نظریہ تاریخی　(د) نظریہ جبر

4- نظریہ معاہدہ عمرانی پیش کرنے والے مفکرین میں غیر متعلقہ مفکر کون سا ہے؟

(الف) تھامس ہابز　(ب) لاسکی　(ج) جان لاک　(د) روسو

5- پاکستان میں کتنی صوبائی حکومتیں ہیں؟

(الف) دو　(ب) تین　(ج) چار　(د) پانچ

6- ریاست کی یہ تعریف " اہل مدینہ ایسے افراد کا گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقے میں رہتے ہوں، ان کی اپنی حکومت ہو اور وہ اپنے علاقے میں بیرونی دباؤ سے پوری طرح آزاد ہوں" کس مفکر نے کی ہے؟

(الف) ابن خلدون　(ب) شاہ ولی اللہؒ　(ج) علامہ اقبالؒ　(د) امام غزالیؒ

7- مشہور مفکر جان لاک کی پیدائش کب ہوئی؟

(الف) 1632ء میں　(ب) 1634ء میں　(ج) 1636ء میں　(د) 1638ء میں

8- کتاب سوشل کنٹریکٹ (Social Contract) کے مصنف ہیں۔

(الف) اوپن ہائم　(ب) ابن خلدون　(ج) نطشے　(د) روسو

9- نظریہ پدرسری کو پیش کرنے والے مفکر کا نام ہے۔

(الف) ارسطو　(ب) سر ہنری مین　(ج) لوئی XIV　(د) ہیگز

10- امریکہ کی کتنی ریاستیں ہیں؟

(الف) 60 (ب) 55 (ج) 50 (د) 45

11- انگلستان میں بادشاہ کی برتری کا قائل تھا۔

(الف) تھامس ہابز (ب) وڈرو ولسن (ج) گارنر (د) برجیس

12- افلاطون نے ایک مثالی ریاست کی آبادی کتنی مقرر کی ہے؟

(الف) 4040 (ب) 5040 (ج) 6040 (د) 7040